محمد شفیق کوکب

مجاہد عقابوں کی دنیا میں

موسم بہار نصف زندگی گزار چکا تھا۔ بہار کے نکلے ہوئے ننھے اور نازک شگوفے سن بلوغت میں قدم رکھ چکے تھے۔ ویران درختوں اور نرم و نازک اور باریک ٹہنیاں پھوٹ کر جوان، مضبوط اور ٹھوس ہو چکی تھیں۔ کوئل اور بلبل لہلہاتے ہوئے درختوں کی شاخوں پر مسکراہٹ اور مسرت کے گیت الاپ رہی تھیں۔ اس موسم میں گلاب اور چنبیلی کے پھولوں کی خوشبو اور مہک پورے ماحول کو معطر کرتے ہوئے محبت و چاہت اور اپنائیت کا پیغام دے رہی تھی کہ!

اٹھ کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

مجاہدین کا قافلہ سخت جہان مدت درازے سے اس دن کے لئے کروٹیں لے رہا تھا۔ ان کے خوابوں کی تعبیر کا دن، ان کی آرزوؤں، تمناؤں اور امنگوں کی تکمیل کا دن اور ان کے دلوں کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعاؤں کی قبولیت کا دن، جس دن کے لئے کئی مصائب کے پہاڑوں کو پھلانگتے ہوئے کئی ظلم کے طوفانوں کا رخ موڑتے ہوئے، کئی ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندروں کو عبور کرتے ہوئے صحراء کی وسعتوں کو ناپتے ہوئے، وادیاں قطع کرتے ہوئے اور راستے میں حائل تمام دیواروں کو گراتے ہوئے خوشی کے آنسوؤں سے شہادت کی تمنا لیے ہوئے منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہو رہے تھے۔

ارادے جنکے پختہ ہوں نظر جنکی خدا پر ہو
تلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

آج یہ شاہین، چٹانوں اور سنگریزوں کی سرزمین افغانستان میں جذبہ جہاد اور شوق شہادت سے سرشار اپنے سفر کا آغاز کر رہے تھے۔ افغان بھائیوں کی جرات و

جسارت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی آرزو دل میں بسائے اور ان گوشت پوست کے انسانوں کی جدوجہد، حریت و آزادی کو سلام کرنے اور ان کی مسلسل کوششوں اور قربانیوں تحسین کے پھول برسانے جارہے تھے۔ احمد شاہ ابدالیؒ کے روحانی فرزند ہمیشہ بیرونی حملہ اوروں کی جارحیت و سازشوں میں جانا بہتر خیال کرتے تھے۔ محمود غزنویؒ کے یہ سپوت پھر ایک نئی جارحیت کا شکار تھے ان انہیں نئی سازش کا سامنا ہے۔

روسی درندوں نے 27 دسمبر 1979ء کی ایک سہانی صبح کو حملہ کیا تھا اور افغانستان کی سرزمین میں آگ اور خون کی ندیاں بہانے کے لئے اپنی پوری طاقت و قوت اور اسلحہ کے بل بوتے پر اپنے خونخوار پنجے گاڑنے کے لئے افغان حریت پسندوں کی آزادی چھیننے کے لئے وہ انہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا چاہتا تھا جو ظاہری وسائل سے اپنے زعم میں (Super Power) ہونے کے ساتھ ساتھ عزت و ذلت کا مالک بھی ہے۔ اور پوری دنیا کو تسخیر کرنے کے خواب دیکھ رہا تھا۔

افغانستان کی سرزمین وسیع علاقے میں پھیلے ہوئے خوبصورت پہاڑوں، صاف شفاف چشموں، سرسبز و شاداب وادیوں، بڑے بڑے جنگلات اور باغوں سے اٹی ہوئی ہے۔ کوہستانی باشندے اپنی زندگیاں خوشحالی سے گزار رہے تھے ان کی زندگی مسرت کی مسکراہٹوں، خوشیوں اور قہقہوں سے لبریز تھی۔ اطمینان، چین اور سکون کے بہتر لمحات گزر رہے تھے انہیں کسی کا خطرہ اور خوف نہ تھا۔ اچانک روسی درندوں اور بھیڑیوں نے افغان کی پیٹھ میں غلامی کا زہر آلود خنجر گھونپ دیا اور ان کی غیرت کو للکارا یہ ان کے لئے کھلا چیلنج تھا۔

تو نے فولاد کی طاقت کا بھرم کھول دیا
مرد افغان! تیری جرات کو سلام

افغان ان ایام میں بے خیالی کی زندگی بسر کر رہے تھے جس سے روس نے فائدہ اٹھاتے ہوئے کافی حصہ اپنے تسلط میں کرلیا۔ بے شمار افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے۔

کوہستان دو شیزائیں اور ان کے غیرت مند بوڑھوں کی لاشیں خاک و خون میں تڑپنے لگیں ان کے معصوم بچوں کی آہوں اور چیخوں سے آسمان دہل گیا اگر پہاڑ کان رکھتے تو یقیناً ان کی دلخراش چیخوں سے پھٹ جاتے لیکن روسیوں نے ظلم و جبر کی وہ داستانیں رقم کیں جنہیں دیکھ کر چنگیز خاں و ہلاکو خاں بھی پناہ مانگتے ہیں۔

روس کی اس کھلی جارحیت پر پوری دنیا سراپا احتجاج بن گئی۔ اسے قبیح فعل کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے انسانیت کی توہین قرار دیا۔ روس کے لئے یہ فرسودہ الفاظ تھے۔ وہ اپنی افواج، اسلحہ، طاقت و قوت اور ظاہری وسائل پر ناز کرتا رہا اور پوری فتح و کامیابی و کامرانی کے شادیانے بجاتا رہا۔ کیونکہ وہ توپوں، ایٹم بموں، ہائیڈروجن بموں، طیاروں، راکٹوں، سٹنگر میزائلوں اور کیمیائی ہتھیاروں سے لیس تھے۔ واقعی یہ ہتھیار انسانوں کی تباہی و بربادی کے لئے کافی ہیں۔ اور پھر یہی ہوا کہ ہر چیز ملیا میٹ ہو گئی۔ بستیاں تباہ و برباد ہو گئیں۔ پھول اور سرسبز باغات جل گئے خوش رنگ اور خوش آواز پرندے و حیوانات عدم کی طرف روانہ ہو گئے۔

جوان رعنا مرد خوبصورت عورتیں اور پھولوں کو شرمانے والے معصوم بچے زمین کی خاک بن گئے۔ لیکن جاتے جاتے یہ پیغام دے گئے کہ!

اگر افغانیوں پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہیں سحر پیدا!!

افغانستان کے مسلمانوں نے قربانیوں اور شہادتوں کی تاریخ میں شاندار اضافہ کیا ہے ان کی طویل و سنہری تاریخ جو انہوں نے اپنے خون سے رقم کی ہے ایسی تاریخ کی ماضی قریب میں کوئی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے سستی و کاہلی اور غفلت کی زندگی کو خیر باد کہا۔ جمود و تعطل کے بند توڑے اور حرکت کی زندگی کو اختیار کیا۔ جیسا کہ ہے کہ

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانا۔

افغانستان کے دین پسند باسیوں نے پوری دنیا کو بتلا دیا کہ ہمیں دنیا کی قوت غلامی کی زنجیریں نہیں پہنا سکتی۔ انہوں نے روس کے سامنے انسانوں کی دیواریں کھڑی کر دیں۔ جنہیں اکھاڑنا روس کے بس کا روگ نہیں تھا۔

انہوں نے چودہ لاکھ جانبازوں کی قربانیاں پیش کرکے پوری دنیا کو غور و فکر کی دعوت دی ہے پوری دنیا کے جمود کو توڑنے کے ساتھ ساتھ جہاد کے لئے برانگیختہ کر دیا ہے۔ اب پوری دنیا جہاد کے لیے اسلام کی رفعت و بلندی، شان و شوکت اور عظمت اور اس کے مکمل نفاذ کے لئے تیار ہو چکی ہے۔ جہاد کی نئی لہر جو انسان میں ٹھاٹھیں مار رہی ہے مسلمان ہوشیار اور چوکنا ہو چکے ہیں۔ درندوں اور بزدلوں کے ہر اس اچھوتے وار کو روکنے اور اس کے دفاع کی صلاحیت اپنے اندر محسوس کر رہے ہیں۔ تمام ممالک سے روح جہاد اور شوق شہادت سے سرشار قافلے جوق در جوق مجاہدین کی صف میں شامل ہو کر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے آ رہے تھے۔

اسی سلسلہ میں اسلام کے شاہینوں نے بھی یہی جذبہ، یہی ولولہ، یہی امنگ اور آرزو لے کر افغانستان کی سرزمین میں اپنی آرزوؤں کی تکمیل اور کفر کی بیخ کنی کے لئے ان پہاڑوں کو اپنا مرکز بنایا۔ جہاں ہمیشہ سرد اور یخ بستہ ہوائیں چلتی رہتی تھیں یہ سب اسلام کی عظمت اور کفر کی مغلوبیت کے لئے آئے تھے۔ جن کا مقصد شجرہ اسلام کی آبیاری کے لئے اپنے خون کے قطرات نچھاور کرنا ہیں۔ یہ سلیم الفطرت انسان بہترین خصوصیات کے مالک، بہتر اخلاق سے مزین صرف اللہ کی رضا و خوشنودی کے لئے بلند برف سے ڈھکی ہوئی چٹانوں پر بسیرا کیے ہوئے تھے۔ محبت و چاہت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس میں مشغول و مصروف تھے کبھی پہاڑوں کی بلندیوں کو سر کرتے ہوئے اوپر چڑھ رہے ہیں کبھی نیچے اتر رہے ہیں۔ چشموں کے ٹھنڈے پانی سے وضو کرکے اللہ کے سامنے عاجزی و انکساری سے اسلام کی عزت کے لئے دعائیں کر رہے تھے مجاہدین کے شانہ بشانہ کام کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں۔ مایوسی کبھی ان کے قریب سے نہیں

گزری۔ اطمینان اور سکون ان کی عادت بن چکی تھی۔ باعمل، باکردار افغان جو مختلف رنگوں، مختلف خوشبوؤں، مختلف رعنائیوں اور لطافتوں کا حسین امتزاج نظر آتے تھے وہ اپنی جمال آرائیوں و اعجاز پاشیوں سے ہر انسان کے قلب و جگر میں گھر کر جاتے تھے۔

ان کا حوصلہ بلند سے بلند تر تھا انہیں اپنی فتح و کامیابی کا مکمل یقین اور روس کی شکست و ریخت اور مغلوبیت کا مکمل یقین تھا۔ ان کا اللہ پر کامل توکل اور بھروسہ ان کے لیے فتح و کامرانی کے نئے نئے دروازے کھولتا رہا۔

مجاہدین اسلام کا قافلہ کوہستانی عقابوں کے ساتھ کئی دن گزار کر واپس آگیا تھا۔ اب کافی حد تک یقین آگیا تھا کہ روس کی شکست خوردہ فوج واپس چلی جائے گی اور مجاہدین افغانستان کی قربانیاں رنگ لائیں گی۔ جس کے لیے انہوں نے چودہ لاکھ افراد کا خون پیش کیا۔ جس کے تحفظ کے لئے انہوں نے قسم اٹھائی تھی، جس کیلئے وہ اپنے بچوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپاہج بنا چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان قربانیوں کا صلہ ضرور دے گا۔ (ان شاء اللہ)

ان تمام باتوں کے باوجود افغانستان کے باسیوں کے لئے ضروری ہے کہ اب وہ عیش و نشاط کی زندگی کو خیرباد کہتے ہوئے اپنے اس خطہ پر اس چمن اور گلستان پر قناعت نہ کریں۔ مسلمانوں کی وہ ریاستیں جہاں مسلمانوں کی ہزار بیٹیاں فریاد کر رہی ہیں اور محمد بن قاسم کا راستہ دیکھ رہی ہیں اور وہاں کے معصوم بچے سسک اور تڑپ رہے ہیں لیکن ان کی آوازیں صحراؤں میں گم ہو کر رہ جاتی ہیں۔

”کوہستان کے مجاہدو“

تمہارے وہ بھائی وہ بیٹیاں جو بخارا، تاشقند، تاجکستان اور بلخ میں غلامی کے طوق پہنے ہوئے ہیں۔ وہ تمہاری راہیں تک رہے ہیں **کہ** افغانستان کے غیرت مند مسلما ن اور بلند چوٹیوں کے شاہین اپنی آزادی اور حریت کے بعد ہماری آزادی اور حریت کے لیے میدان کارزار میں کود پڑیں گے اور ہماری آزادی کے لیے سر دھڑ کی بازی لگانے

سے گریز نہیں کریں گے۔

اے غیور مجاہدو!

تو شاہین ہے پرواز ہے تیرا کام
تیرے سامنے آسمان اور بھی ہے

اسلام میں سربلندی کا کوئی تصور نہیں ہے۔ تمہارے خون سے اسلام کی آبیاری ہوگی تو اسلام کا پوراتن آور درخت بنے گا وگرنہ ذلت و پستی پھر تمہارا مقدر ہوگی۔ اس لیے اٹھو!

خالد بن ولید ؓ کی تلوار بن کر
طارق بن زیاد کی دعا بن کر
محمد بن قاسم کی غیرت بن کر
صلاح الدین ایوبی کی قیادت بن کر
ٹیپو سلطان کی بہادری و شجاعت لے کر

پوری دنیا پر پھیل جاؤ اور علم اسلام کو گاڑنے کے لئے میدان میں نکلو۔ اور سر دھڑ کی بازی لگاؤ فتح و کامرانی تمہارے قدم چومے گی (ان شاء اللہ)

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیرے نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اللھم اھدنا